روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

پیر 16 جولائی 2012ء 25 شعبان 1433 ہجری 16 وفا 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 165

نام نہ بگاڑو

حضرت جبیرہ بن ضحاکؓ بیان کرتے ہیں کہ

جب رسول کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ہم میں سے ہر ایک کے دو یا تین نام تھے جن میں سے وہ بعض ناموں کا برا مناتا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ایک دوسرے کے نام نہ بگاڑو۔ (الحجرات:12)

(سنن ابن ماجه كتاب الادب باب الالقاب حديث نمبر :3731)

اخلاق عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میاں (یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب) دالان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت صاحب نے جمعہ کی نماز کے لئے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا میاں گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے۔ جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض باتیں چھوٹی ہوتی ہیں مگر ان سے کہنے والے کے اخلاق پر بڑی روشنی پڑتی ہے۔

(سیرت المہدی جلد اول ص176)

حضرت مسیح موعود کے اخلاق اور برتاؤ کا جو حضور، حافظ حامد علی صاحب سے کرتے تھے۔ ان پر ایسا اثر تھا کہ وہ بارہا ذکر کرتے ہوئے کہا کرتے میں نے تو ایسا انسان کبھی دیکھا ہی نہیں بلکہ زندگی بھر حضرت کے بعد کوئی انسان اخلاق کی اس شان کا نظر نہیں آتا تھا۔ حافظ صاحب کہتے تھے کہ مجھے ساری عمر میں کبھی حضرت مسیح موعود نے نہ جھڑکا اور نہ سختی سے خطاب کیا بلکہ میں بڑا ہی سست تھا اور اکثر آپ کے ارشادات کی تعمیل میں دیر بھی کر دیا کرتا تھا۔ بایں سفر میں مجھے ہمیشہ ساتھ رکھتے۔

(سیرت حضرت مسیح موعود ص 349)

حضرت مولوی رحیم بخش صاحب روایت کرتے ہیں۔

آپ غرباء اور مساکین پر ایسے مہربان تھے کہ یہ عاجز بیان نہیں کر سکتا۔ ایک مرتبہ ایک لنگڑا فقیر آیا وہ نمازی تھا۔ اس کے واسطے خود کھانا لائے۔ پانی لائے۔ اچھی طرح کھانا کھلا کر فرمایا کے شاہ (یہ اس فقیر کا نام تھا) آپ نے وضو کرنا ہے میں آپ کے لئے پانی گرم کر کے لادوں اور تہجد کے واسطے بھی گرم پانی لادوں گا۔ اس وقت بھی آپ کے پاس کچھ نہ کچھ مہمان رہتے تھے اور اس طرح پر گویا ابتدائی حالت میں لنگر جاری تھا۔

حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب فرماتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کی مہمان نوازی اور غربا پروری کا انداز بالکل انوکھا اور بے نظیر ہے ہر شخص جو فطرت سلیم لے کر آپ کے حالات زندگی پر غور کرے گا تو اسے یہ دیکھ کر ایک بصیرت افروز ایمان حاصل ہوگا کہ باوجودیکہ یہ شخص ایک ممتاز اور نسلاً بعد نسلٍ واجب الاحترام خاندان کا ممبر ہے۔ لیکن غربا پروری، مسکین نوازی اور مہمان نوازی میں اپنی نظیر آپ ہے۔ آپ کی زندگی میں ایک دو نہیں بیشمار واقعات ایسے ہیں کہ آپ نے اپنا کھانا بھی حاجتمندوں کو دے دیا ہے اور آپ صرف اس خوشی اور مسرت میں شکم سیر رہے کہ خدا کی مخلوق کے ساتھ نیکی کی ہے اور عملاً آپ نے دکھا دیا کہ فی الحقیقت انسان طعام سے نہیں بلکہ کلام سے زندہ رہتا ہے۔

(الحکم قادیان 7/اگست 1934ء)

دین کی روح پیدا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

”طلباء کو چاہئے اپنے اندر دین کی روح پیدا کریں۔ میں نے پہلے ایک بار توجہ دلائی تھی تو اس کا بہت اثر ہوا تھا۔ بعض طلباء جو داڑھیاں منڈاتے تھے انہوں نے رکھ لیں۔ بعض سگریٹ پیتے تھے انہوں نے چھوڑ دیئے۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے پھر یہ وبائیں پیدا ہو رہی ہیں۔ پس میں پھر انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی اصلاح آپ کریں۔“ (الفضل 17 جنوری 1930ء صفحہ 7)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2012ء مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

پانچ ہزار واقفین چاہئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ارشاد فرماتے ہیں۔

”وقف عارضی میں مجھے ہر سال کم از کم پانچ ہزار واقف چاہئیں اس کے بغیر ہم صحیح رنگ میں جماعت کی تربیت نہیں کر سکتے...... چونکہ اس سال...... اساتذہ اور طلبہ کی چھٹیوں کا ایک حصہ گزر چکا ہے (تاہم اگر وہ کوشش کریں تو اب بھی اس میں حصہ لے سکتے ہیں اسی طرح بعض پیشہ والے ہیں جن کو ان دنوں چھٹیاں ہوتی ہیں۔ مثلاً بعض عدالتیں بند ہو جاتی ہیں وہاں جو احمدی وکیل وکالت کا کام کرتے ہیں وہ بھی اپنی زندگی کے چند ایام اشاعت علوم قرآنی کیلئے وقف کر سکتے ہیں) اس لئے ممکن ہے کہ یہ تعداد پانچ ہزار تک پہنچ جائے۔ جب یہ ممکن ہے تو پھر اس کیلئے کوشش کیوں نہ کی جائے...... ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم سب خصوصاً موصی صاحبان پوری کوشش اور جدوجہد سے کام لیں کہ واقفین عارضی کی تعداد اس سال بھی...... پانچ ہزار تک پہنچ جائے تا تعلیم القرآن کا کام احسن طریق پر کیا جا سکے۔“

(الفضل 10 اگست 1966ء)

خطبہ نکاح

بے صبری اور تقویٰ کی کمی نے رشتوں میں دراڑیں ڈال دی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ نکاح فرمودہ 27 اگست 2011ء

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27 اگست 2011ء بروز ہفتہ بیت فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت میں ایک نکاح کا اعلان کروں گا۔نکاح فریقین کیلئے جو نئے رشتوں میں منسلک ہو رہے ہوں ایک خوشی کا موقعہ ہوتا ہے۔لیکن ایسے نکاح بھی ہیں جن کی اس لئے بھی خوشی ہوتی ہے کہ لڑکا اور لڑکی تقویٰ سے کام لیتے ہوئے،اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے،اپنی ذاتی اناؤں کو دور پھینکتے ہوئے اور اپنے بچوں کا بھی خیال رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے رشتے میں منسلک ہوتے ہیں اور ایسے رشتے کوئی نئی چیز نہیں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: آج کل کے معاشرے میں جو بے صبری اور تقویٰ کی کمی ہے اس نے رشتوں میں دراڑیں ڈال دی ہوئی ہیں اور اس بارہ میں میں کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں۔پچھلے چند مہینوں سے جلسوں پہ بھی،خطبوں میں بھی یہ توجہ دلا رہا ہوں کہ تقویٰ میں کمی اور بے صبری اور صرف ذاتی اناؤں کی وجہ سے رشتے توڑنا معاشرے کی بدامنی کا بھی باعث بنتے ہیں اور جو نئی نسل ہے اس میں بھی بے چینی پیدا کرتے ہیں۔پس ایسے رشتے جو اس لئے جڑ رہے ہوں کہ ان میں تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ احساس پیدا ہوا کہ یہ رشتہ کرنا ہے تو وہ رشتے یقیناً بہت زیادہ خوشی کا باعث بنتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ایسا ہی ایک رشتہ آج ہے۔یہ نیا رشتہ نہیں۔لڑکا اور لڑکی دونوں پہلے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے ان کے دو بچے بھی ہیں لیکن پھر تقویٰ میں کمی کی وجہ سے،ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ سے،بے صبری کی وجہ سے یہ رشتہ ٹوٹ گیا اور لمبا عرصہ ٹوٹا رہا اور اب ان کو احساس پیدا ہوا کہ ان دونوں کی بہتری اسی میں ہے اور ان کے جو دو بچے ہیں ان کی بہتری بھی اسی میں ہے کہ اس رشتہ کو دوبارہ قائم کیا جائے اور اس کیلئے جب میں نے ان کو توجہ دلائی تو بہرحال احساس ہوا۔کچھ زیادتیاں بھی ہوئیں جس فریق کی طرف سے بھی زیادتیاں ہوئیں اس کو اپنی زیادتیوں کا احساس ہوا۔میرے سمجھانے سے ان کو توجہ پیدا ہوئی اور آج یہ دونوں دوبارہ اس رشتہ میں منسلک ہو رہے ہیں جو تصور کیا جاتا ہے کہ ایسا پاکیزہ رشتہ ہے جس میں چاہئے کہ ایک دوسرے کے حقوق بھی ادا کئے جائیں،اپنے والدین کے بھی حقوق ادا کئے جائیں،ایک دوسرے کے والدین کے حقوق ادا کئے جائیں اور معاشرے کے حقوق ادا کئے جائیں اور بچوں کے حقوق ادا کئے جائیں۔پس اس لحاظ سے مجھے بڑی خوشی ہے کہ آج ان دونوں کو احساس پیدا ہوا اور یہ دوبارہ نکاح کر کے شادی کے ایک بندھن میں بندھ رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ رشتہ اب ہمیشہ قائم رہے اور دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہوں اور ان کے جو اپنے بچے ہیں یا آئندہ بھی جو ہوں ان کے حقوق ادا کرنے والے ہوں اور ان کو احمدیت کے ماحول میں،خالص (دین) کے ماحول میں،دینی ماحول میں پروان چڑھانے والے ہوں۔اور کبھی اب ان رشتوں میں دراڑیں نہ آئیں۔ان الفاظ کے ساتھ میں اب نکاح کا اعلان کروں گا۔یہ عزیزہ رابعہ شاہ بنت مکرم ولی احمد شاہ صاحب کا نکاح ہے جو رضوان الملک ابن مکرم وقار الملک صاحب کے ساتھ تیرہ ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

نکاح کے اعلان کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

(مرتبہ:۔مکرم ظہیر احمد خان صاحب)

رپورٹ: مکرم آصف محمود ڈار صاحب

بینن کے صوبہ DASSA میں بیت الذکر کا افتتاح

جماعت کے ایک صوبے DASSA میں ایک (بیت الذکر) کی تعمیر مکمل ہونے پر اس کے افتتاح کی تقریب منعقد ہوئی۔ یہ تقریب ADOUREKOUMAN ادریکومانامی گاؤں میں 24 مئی 2012ء بروز جمعرات کو منعقد ہوئی۔ یہ گاؤں بینن کے وسط میں دارالحکومت سے تقریباً 230 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔اس گاؤں کے قریب ہی بینن کا مشہور قصبہ GLAZOUE واقع ہے جو اپنی مقامی مارکیٹ کی وجہ سے جانا جاتا ہے۔غذائی اجناس کی تجارت کے لحاظ سے اس کی مارکیٹ بینن بھر میں دوسرے نمبر پر شمار کی جاتی ہے۔

ADOUREKOUMAN نامی گاؤں فولانی قبیلے کے افراد پر مشتمل ہے۔یہ قبیلہ مشرقی افریقہ میں پھیلا ہوا ہے اور اپنے مخصوص طرز زندگی کی وجہ سے مشہور ہے۔اس قبیلے کے بیشتر لوگ جانور پالتے ہیں اور کسی ایک جگہ قیام نہیں رکھتے۔سرسبز جنگلوں میں بسیرا کرتے ہیں اور اپنے مسکن بدلتے رہتے ہیں۔تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ یہ لوگ مشرق وسطی سے شمالی افریقہ کے راستے سینیگال آئے اور پھر وہاں سے وسطی افریقہ تک کے تمام ممالک میں پھیل گئے۔ان کی اپنی مخصوص زبان ہے جو سارے علاقے میں کچھ تغیر کے ساتھ بولی جاتی ہے۔

اس نومبائع گاؤں میں (بیت الذکر) کی تعمیر اسی برس فروری 2012ء میں شروع کروائی گئی تھی، جو مئی 2012ء کے مہینے میں تکمیل کو پہنچی۔ بیت الذکر کا مسقّف حصہ 12X6 میٹر پر مشتمل ہے اور بیت الذکر کے سامنے والے حصے میں چار مینار تعمیر کئے گئے ہیں۔دو بڑے میناروں کی بلندی 6 میٹر اور چھوٹے میناروں کی بلندی ساڑھے چار میٹر ہے۔ میناروں کے درمیان ایک گنبد بھی بنایا گیا ہے۔ بیت الذکر اپنی خوبصورتی کی وجہ سے علاقے بھر میں مشہور ہو چکی ہے اور دور و نزدیک سے کئی افراد صرف اسے دیکھنے کے لئے تشریف لا چکے ہیں لیکن تعصب کا یہ بھی حال ہے کہ بعض غیر احمدی مسلمان صرف اسے دیکھ کر ہی لوٹ گئے اور اس میں داخل ہونا بھی گوارہ نہیں کیا۔ یہ بیت الذکر 150 سے زائد افراد کے لئے کافی ہے۔ بیت الذکر گاؤں کے عین وسط میں واقع ہے اور اردگرد تمام احباب جماعت کے گھر ہیں۔ بیت الذکر میں آنا جانا کسی کے لئے مشکل یا دور نہیں پڑتا۔

حسب پروگرام گاؤں کے افراد اور قریبی جماعتوں سے آنے والے مہمان بھی پہنچ چکے تھے۔نیز اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے یونین کونسل کے نمائندہ اور دو قریب گاؤں کے چیف بھی تشریف لائے تھے۔تقریب کے انعقاد کا اعلان DASSA کے مقامی ریڈیو میں بھی کروایا گیا تھا۔

سب سے پہلے علامتی طور پر ربن کاٹ کر بیت الذکر کا افتتاح کیا گیا۔ربن کاٹنے کے بعد اجتماعی دعا کی گئی۔تقریب کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت اور ترجمے سے کیا گیا۔ایک خادم نے حضرت مسیح موعود کے عربی قصیدے کے چند اشعار پیش کئے۔اس کے بعد مقامی صدر صاحب جماعت نے آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ ان کے بعد ریجنل ناظم انصار اللہ مکرم یعقوب ابراہیم صاحب نے تقریر کی۔اس کے بعد مقامی یونین کونسل کے نمائندے کو خطاب کرنے کا موقعہ دیا گیا۔انہوں نے کہا کہ وہ مذہباً مسلمان نہیں ہیں۔لیکن اس علاقے میں احمدیہ بیت الذکر کی تعمیر کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ان کے بعد مکرم ومحترم امیر و مشنری انچارج صاحب بینن نے تقریر کی۔پھر ظہر کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد تمام شاملین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔اس تقریب میں کل 165 افراد نے شرکت کی۔ تمام تقاریر کا مقامی زبان میں ترجمہ بھی کیا جاتا رہا۔اس طرح یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اللہ سے دعا ہے کہ قیام توحید کے لئے ہماری حقیر کوششوں کو باثمر کرے اور ہر رنگ میں دعوت الی اللہ کے لئے کوشاں رہنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔آمین

رسول اللہؐ کا حکم ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غریب صحابی جُلَیبیبؓ کے رشتہ کا پیغام ایک انصاری لڑکی کے والد کو بھجوایا۔وہ کہنے لگے میں اس کی ماں سے مشورہ کروں گا۔انہوں نے جب بیوی سے مشورہ کیا تو وہ کہنے لگی کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم جُلَیبیبؓ جیسے غریب آدمی کو رشتہ دے دیں حالانکہ اس سے پہلے ہم اس سے بہتر رشتے ردّ کر چکے ہیں۔لڑکی نے پردے میں یہ بات سن لی۔کہنے لگی کیا تم رسول اللہؐ کے حکم کو موڑو گے،اگر حضور اس رشتہ پر راضی ہیں تو میرا نکاح کردو۔چنانچہ اس کے والد نے جا کر رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ بچی راضی ہے اس لئے ہم بھی راضی ہیں۔یوں آپؐ نے جُلَیبیبؓ کی شادی کروادی۔حضرت جُلَیبیبؓ بعد میں ایک دینی مہم میں شہید ہوگئے۔

(مسند احمد جلد 3 ص 136 مطبوعہ مصر)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب

شمائل نبوی ﷺ کی ایک جھلک

معاشرت۔ دلداری۔ صحابہ کے ساتھ پیار اور عمومی اخلاق

معاشرت

رسول کریمؐ کی معاشرت اپنے اہل خانہ اور صحابہ کرام کے ساتھ رافت و رحمت کی آئینہ دار تھی۔ فرمایا "تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کیلئے بہتر ہو۔ اور میں تم میں سب سے بڑھ کر اپنے اہل کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں۔" (ابن ماجہ کتاب النکاح)

گھر میں بے تکلفی سے خوش خوش رہتے۔ کبھی بیویوں کو کہانیاں اور قصے بھی سناتے۔ اہل خانہ سے حد درجہ کی نرمی اور اکرام کا سلوک فرماتے۔ (بخاری کتاب النکاح)

گھریلو زندگی کا ایک نہایت دلکش اور قابل رشک نظارہ خود حضرت عائشہؓ کی زبانی سنئے۔ آپؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں گھر میں بیٹھی چرخے پر سوت کات رہی تھی اور نبی کریمؐ اپنے جوتے کی مرمت فرما رہے تھے کہ آپؐ کی پیشانی مبارک پر پسینہ آگیا، پسینہ کے قطرے آپؐ کے پُرنور چہرے پر دمک رہے تھے اور ایک روشنی ان سے پھوٹ رہی تھی۔ میں محو حیرت ہو کر یہ حسین نظارہ دیکھنے میں مگن تھی کہ ناگہاں رسول اللہ کی نظر مجھ پر پڑ گئی۔ آپؐ نے میری حالت بھانپ کر فرمایا عائشہؓ! تم اتنی کھوئی کھوئی اور حیران و ششدر کیوں ہو؟ میں نے عرض کیا ابھی جو آپؐ کی پیشانی مبارک پر پسینہ آیا تو اس کے قطرات سے ایک عجب نور پھوٹتے میں نے دیکھا اگر شاعر ابوکبیر ھذلی آپؐ کو اس حال میں دیکھ لیتا تو اسے ماننا پڑتا کہ اس کے شعر کے مصداق آپؐ ہی ہیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا اچھا! ابوکبیر کے وہ شعر تو سناؤ۔ میں نے شعر سنائے جن میں ایک یہ تھا۔

فَاِذَا نَظَرْتَ اِلیٰ اَسِرَّۃِ وَجْھِہٖ
بَرَقَتْ کَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَھَلِّلِ

کہ تم میرے محبوب کے روشن چہرے کے خدوخال کو دیکھو تو تمہیں اس کی چمک دمک بادل سے چمکنے والی بجلی کی طرح معلوم ہو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں یہ شعر سن کر رسول کریمؐ جوش محبت اور فرط مسرت سے اٹھ کھڑے ہوئے اور میری پیشانی کا بوسہ لے کر فرمانے لگے۔ اے عائشہؓ! اللہ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ شاید تم نے مجھے اس حال میں دیکھ کر اتنا لطف نہیں اُٹھایا ہوگا۔ جتنا مزا مجھے آپ سے یہ شعر سن کر آیا ہے۔ (سنن البیھقی جلد7 ص422 دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

اپنے صحابہ کی ضروریات اور جذبات کا بے حد احساس تھا۔ ان کے حالات سے باخبر رہتے مگر کسی کے خلاف یکطرفہ کوئی بات سننا گوارہ نہ کرتے۔ فرماتے تھے کہ اپنے اصحاب کیلئے میرا سینہ صاف رہنے دو۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی رفع الحدیث من المجلس: 4218)

صحابہ کو فاقہ کی تکلیف ہوتی تو اپنے گھر لے جاکر تواضع فرماتے یا پھر صحابہ کو تحریک کردیتے۔ اگر کوئی صحابی مسلسل تین دن تک نمازوں میں نظر نہ آتا تو یاد فرماتے اگر موجود ہوتا تو اس سے ملاقات کرتے اگر کہیں سفر وغیرہ پر گیا ہوتا تو اس کے حق میں دعا کرتے۔ اگر بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرتے۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الحجرات)

اپنے یہودی خادم کا حال پوچھنے اس کے گھر گئے۔ بوقت عیادت مریض پر ہاتھ پھیرتے اور شفا کی دعا کرتے۔ (بخاری کتاب المرضیٰ)

اپنے ساتھیوں پر خاص توجہ فرماتے۔ کوئی ساتھی راستہ میں مل جاتا تو رک کر اس سے ملتے اور کھڑے رہتے یہاں تک کہ وہ خود اجازت لیتا۔ کسی سے مصافحہ کرتے تو اس وقت تک ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک وہ نہ چھوڑے۔ (ترمذی کتاب صفۃ القیامہ باب 46)

اپنے ساتھیوں سے تحائف قدردانی کے ساتھ وصول فرماتے تھے۔ خوشبو اور دودھ کا تحفہ کبھی رد نہ فرماتے اور بدلہ میں بہتر تحفہ عطا فرماتے تھے۔ (مسند احمد جلد6 ص90)

تحفہ میں زمزم کا پانی دینا پسند فرماتے تھے۔ صدقہ کا مال اپنی ذات کے لئے نہ لیتے تھے۔ انصار کے گھروں میں ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے۔ (مسند احمد جلد4 ص398)

ان کے بچوں کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔ پیار دیتے اور دعا کرتے۔ بعض بچوں کی پیدائش پر کھجور سے گھٹی بھی دی۔ (بخاری کتاب الادب)

گھر میں بیک وقت نو بیویاں رہیں ہمیشہ ان میں عدل فرماتے، ان میں سے کسی کو سفر پر ہمراہ لے جانے کے لئے فیصلہ قرعہ اندازی سے فرماتے۔ (مسند احمد جلد6 ص117)

مدینہ سے رخصت ہوتے وقت سب سے آخر میں اپنی لخت جگر حضرت فاطمہؓ سے مل کر جاتے اور واپسی پر مسجد نبوی میں دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ہی آکر ملتے۔ (مسند احمد جلد3 ص455)

سفر سے واپس تشریف لاتے تو خاندان کے بچے اور اہل مدینہ آپؐ کا استقبال مدینہ سے باہر جاکر کرتے۔ (بخاری کتاب المغازی)

آپؐ عام مسلمانوں کی دعوت طعام بلا تفریق قبول فرماتے۔ (بخاری کتاب الاطعمۃ)

اپنے صحابہ کے جنازہ اور تدفین میں شامل ہوتے تھے۔ سوائے اس کے کہ کوئی شخص مقروض ہوتو اس کے بارہ میں فرماتے تھے کہ اس کا جنازہ خود پڑھ لو۔ (بخاری کتاب الحوالات)

صحابہ کے ساتھ قومی کاموں میں برابر کے شریک ہوتے۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں ان کے ساتھ مل کر اینٹیں اٹھائیں تو غزوۂ احزاب کے موقع پر خندق کی کھدائی میں حصہ لیا اور مٹی باہر نکالی۔ (بخاری کتاب المغازی)

آپؐ خادموں سے بہت حسن سلوک فرماتے تھے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے کبھی آپؐ نے مجھے اُف تک نہیں فرمایا کبھی کسی بات پر نہیں ٹوکا۔ (بخاری کتاب المناقب)

حضرت علیؓ نے امام حسینؓ کے اس سوال پر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ سلوک کیسا ہوتا تھا۔ حضورؐ کی معاشرت کا دلآویز نقشہ یوں کھینچا کہ:۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ مسکراتے تھے۔ عمدہ اخلاق والے اور نرم خو تھے۔ تُرش رو تھے نہ تُند خو، نہ کوئی فحش زبان پر لانے والے نہ چیخ کر بولنے والے۔ عیب چیں تھے نہ بخیل۔ جو بات ناگوار ہوتی اس کی طرف توجہ ہی نہ فرماتے نہ ہی اس کے بارے میں کوئی جواب دیتے۔ آپؐ نے اپنے آپؐ کو تین باتوں سے کلیتہً آزاد کرلیا ہوا تھا۔ جھگڑے، تکبر اور لایعنی وفضول باتوں سے اور تین باتوں میں لوگوں کو آزاد چھوڑ رکھا تھا یعنی آپؐ کسی کی مذمت نہ کرتے تھے، کسی کی غیبت نہ کرتے تھے اور کسی کی پردہ دری نہ چاہتے تھے۔ آپؐ صرف اس امر کے بارے میں گفتگو کرتے جس میں ثواب کی اُمید ہو۔ جب آپؐ خاموش ہوجاتے تو لوگ بات کر لیتے تھے مگر آپؐ کے سامنے ایک دوسرے سے باتیں نہ کرتے اور جب آپؐ کے سامنے کوئی ایک بات کر رہا ہوتا تو باقی لوگ اس کی بات خاموشی سے سنتے یہاں تک کہ وہ بات پوری کرلے۔ آپؐ اپنے صحابہ کی باتوں میں دلچسپی لیتے۔ ان کی مذاق کی باتوں میں ان کا ساتھ دیتے اور تعجب کا موقع ہوتا تو تعجب فرماتے۔ کبھی کوئی اجنبی مسافر آجاتا تو اس کی گفتگو یا سوال نہایت توجہ سے سماعت فرماتے۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد3 ص206 دار الکتاب العربی)

صحابہ مہمانوں کو حضورؐ کی خدمت میں بڑے شوق سے لایا کرتے تھے۔ وہ خود ازراہ ادب آپؐ سے اکثر سوال نہ کرتے تھے بلکہ اس انتظار میں رہتے کہ کوئی بدّو آکر مسئلہ پوچھے تو ہم بھی سنیں۔ (بخاری کتاب العلم)

آپؐ کی ہدایت تھی کہ اگر کوئی ضرورتمند دیکھو تو اسے کچھ دے دو ورنہ اس کی مدد کے لئے تحریک کردیا کرو۔ فرماتے تھے کہ نیک سفارش کا بھی اجر ہوتا ہے۔ مبالغہ آمیز تعریف وستائش آپؐ کو قطعاً پسند نہ تھی۔ سوائے اس کے کہ جائز حدود کے اندر ہو۔ (بخاری کتاب الادب)

آپؐ کسی کی قطع کلامی پسند نہ فرماتے تھے سوائے اس کے کہ وہ اپنی حد سے تجاوز کرے۔ ایسی صورت میں اسے روک دیتے تھے یا خود اس مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے۔

متفرق معمولات

آپؐ ہفتہ کے روز کبھی پیدل اور کبھی سواری پر مسجد قبا جایا کرتے تھے جو بنی عمرو بن عوف کے محلّہ میں مدینہ سے چند میل دور تھی۔ یوں ہفتہ وار تفریح بھی ہوجاتی اور اس محلّہ کے صحابہ سے ملاقات بھی۔ (مسند احمد جلد2 ص4)

حضورؐ کو سبزے اور جاری پانی کو دیکھنا بہت پسند تھا۔

جمعہ کا دن تو جمعہ کی تیاری اور اس کی مصروفیات میں گزرتا۔ کوئی مہم بھجوانا ہوتی تو بالعموم جمعرات کو دن کے پہلے حصہ میں بھجواتے۔ (مسند احمد جلد4 ص484)

اور تین یا اس سے زائد افراد پر امیر مقرر فرماتے۔ (بخاری ومسلم کتاب الجہاد و مسند احمد جلد5 ص358)

نبی کریمؐ عیدین کے موقع پر قربانیوں اور عبادتوں کی قبولیت کی دعا کرنا پسند کرتے تھے۔ حضرت واثلہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریمؐ کو عید کے دن ملا۔ اور عرض کیا کہ اللہ ہم سے اور آپؐ سے (عبادات وغیرہ) قبول فرمائے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا ہاں! تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَمِنْکَ یعنی اللہ ہم سے اور آپ سے قبول فرمائے۔ (سنن الکبریٰ للبیھقی جلد3 ص319)

ہر کام میں دائیں پہلو کو ترجیح دیتے۔ جوتا پہننے، کنگھی کرنے، وضو کرنے، نہانے وغیرہ میں یہی معمول تھا۔ دایاں ہاتھ کھانے پینے، مصافحہ کرنے کے لئے استعمال فرماتے۔ (بخاری کتاب الصلوۃ باب التیمن)

دیگر طہارت وغیرہ کے کام بائیں ہاتھ سے کرتے۔ دائیں پہلو پر سوتے۔ جوتا پہننے میں پہلے دایاں پاؤں پہنتے اور اتارتے وقت پہلے بایاں اتارتے۔ (مسلم کتاب القدر:4816)

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھتے اور باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھتے۔ کسی کے بارے میں کوئی شکایت پہنچتی تو نام لئے بغیر (بعض لوگ کہہ کر) مجلس میں سرزنش یا تنبیہہ فرماتے۔ (بخاری کتاب الادب)

کسی کا نام بھول جاتا تو یا بن عبداللہ کہہ کر پکارتے یعنی اے اللہ کے بندے کے بیٹے! کوئی کام یاد رکھنے کیلئے انگلی پر دھاگہ باندھ لیتے۔

سفر پر جاتے تو مدینہ میں امیر مقرر فرماتے۔

موسم گرما کی سخت گرمیوں کے بعد جب موسم سرما کی آمد آمد ہوتی تو خوش ہو کر اسے مرحبا کہتے۔

بادل یا آندھی کے آثار دیکھ کر فکرمند ہو جاتے اور چہرہ متغیر ہو جاتا کہ یہ طوفان باد و باراں کہیں گزشتہ قوموں کی طرح عذاب کا پیش خیمہ نہ ہو اور پھر دعائے خیر میں لگ جاتے۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحقاف)

مگر موسم گرما کی عام بارش سے خوش ہوتے اور اسے بڑے شوق سے سر پر لے کر فرماتے۔ ''میرے رب کی طرف سے یہ تازہ رحمت آئی ہے''۔ (مسند احمد جلد 6 ص 41,90,129)

خوش ہوتے تو چہرہ خوشی سے تمتما اٹھتا۔ ناراض ہوتے تو چہرے کا رنگ سرخ ہو جاتا اور چہرے پر اس کے آثار ظاہر ہو جاتے۔ (مسند احمد جلد 3 ص 459 ومجمع الزوائد جلد 8 ص 287)

کوئی غم پہنچتا تو فرماتے بندوں کی بجائے میرا رب میرے لئے کافی ہے۔ اور نماز کی طرف توجہ فرماتے۔ (مسند احمد جلد 5 ص 388)

کسی کو سرزنش کرتے تو اتنا فرماتے۔ ''اللہ اس کا بھلا کرے اسے کیا ہوا؟'' زیادہ سوالات اور قیل و قال سے منع فرماتے تھے۔ (بخاری کتاب الاستقراض)

مسائل میں الجھنیں اور مشکلات پیدا کرنے سے بھی روکتے اور فرماتے ''آسانی پیدا کرو مشکل پیدا نہ کرو''۔

مجلس میں چھینک آتی تو منہ پر ہاتھ یا رومال رکھ لیتے۔ جمائی آتی تو ہاتھ منہ پر رکھ لیتے۔ تھوک پر مٹی ڈال کر اسے دفن کر دیتے۔ (بخاری کتاب الادب و کتاب الصلوۃ)

کبھی آپ کو درد شقیقہ کی تکلیف بھی ہو جاتی تھی جو ایک یا دو دن رہتی تھی۔ ایسی صورت میں گھر میں آرام فرماتے۔

اخلاق فاضلہ

وہ ہستی جس کے بارے میں عرش کے خدا نے گواہی دی کہ اے نبی تو عظیم اخلاق پر فائز ہے۔ وہ اخلاق کیسے شاندار ہونگے۔

حضورؐ کے عام ق کے بارہ میں حضرت خدیجہؓ بندرہ سالہ رفاقت کے بعد وہ گواہی کیسی زبردست ہے کہ آپؐ صلہ رحمی کرنے والے، دوسروں کے بوجھ بانٹنے والے، گمشدہ اخلاق اور نیکیوں کو زندہ کرنے والے، مہمان نواز اور راہ حق میں مصائب پر مدد کرنے والے ہیں اس لئے آپؐ جیسے انسان کو اللہ ضائع نہیں کرے گا۔ (بخاری بدء الوحی)

پھر حضرت عائشہؓ کا آپؐ کے اخلاق کے بارہ میں بیان ہے کہ آپؐ کبھی فحش کلامی نہ فرماتے تھے۔ نہ ہی بازاروں میں آوازے کسنا آپؐ کا شیوہ تھا۔ آپؐ بدی کا بدلہ بدی سے نہیں لیتے تھے بلکہ عفو اور درگزر سے کام لیتے تھے۔ (بخاری کتاب الادب)

صحابہ بیان کرتے ہیں کہ سب لوگوں کے محبوب ترین انسان آپؐ تھے۔ (مسند احمد جلد 3 ص 402)

جب بھی آپؐ کو دو معاملات میں اختیار دیا جاتا تو آسان امر کو اختیار کرتے۔ آپؐ سے زیادہ اپنے نفس پر ضبط کرنیوالا کوئی نہ تھا۔ (بخاری کتاب المناقب:3296)

☆ حیاء ایسی تھی کہ آپؐ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ (مسند احمد جلد 3 ص 71)

☆ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ سب سے بڑھ کر سخی تھے۔ (مسلم کتاب الفضائل)

☆ جب بھی آپؐ سے سوال کیا گیا آپؐ نے عطا فرمایا۔ (مسند احمد جلد 3 ص 190)

مال فئی (غنیمت) جس روز آتا اسی روز تقسیم فرما دیتے تھے۔ توکل ایسا تھا کہ کبھی کل کے لئے کچھ بچا کر نہ رکھتے تھے۔ (بخاری کتاب الرقاق)

آپؐ تمام لوگوں سے بڑھ کر زاہد اور دنیا سے بے رغبت تھے۔ (مسند احمد جلد 4 ص 198)

اپنے آپؐ کو دنیا میں ایک مسافر سمجھتے تھے جو ستانے کے لئے ایک درخت کے نیچے آرام کیلئے کچھ دیر رکتا اور پھر آگے روانہ ہو جاتا ہے۔ (ترمذی کتاب الزہد)

شجاعت ایسی تھی کہ جنگوں میں تن تنہا بھی مرد میدان بن کر لڑے اور کبھی قدم پیچھے نہ ہٹایا۔ اشجع الناس اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ (مسلم کتاب الفضائل)

آپؐ کا عفو ایسا کہ جانی دشمنوں اور قاتلانہ حملہ کرنے والوں کو بھی معاف کر دیا۔ (بخاری کتاب المغازی)

الغرض رسول کریمؐ جامع اخلاق فاضلہ تھے۔ آپؐ صفات الٰہیہ کے مظہر اتم تھے۔ آپؐ خلق عظیم پر فائز تھے اور بنی نوع انسان کے لئے ایک خوبصورت اور کامل نمونہ تھے۔ ایسا نمونہ جس کی پیروی کی برکت سے آج بھی خدا مل سکتا ہے اور آج بھی وہ ہمارا خالق و مالک یہ پاکیزہ اخلاق نبوی اپنے بندوں میں دیکھ کر ان سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔

مکرم مسعود احمد سلیمان صاحب

پیاری خالہ محترمہ نذیرہ بیگم صاحبہ

خاکسار کی خالہ محترمہ نذیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم میاں عارف محمد صاحب بہاولپوری مرحوم مورخہ 12 مئی 2012ء کو بوقت 10 بجے صبح وکٹوریا ہسپتال بہاولپور میں بعارضہ برین ہیمبرج پانچ دن قومے میں رہنے کے بعد مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں۔

وفات کے وقت آپ کی عمر 82 سال تھی۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ کا جنازہ اسی دن ربوہ لایا گیا اور فضل عمر ہسپتال کے سردخانہ میں رکھا گیا۔ اگلے روز مورخہ 13 مئی 2012ء دوپہر ساڑھے گیارہ بجے جنازہ دارالضیافت لایا گیا جہاں عزیز و اقارب کی بڑی تعداد آخری دیدار کے لئے موجود تھی۔ نماز ظہر کے بعد بیت المبارک میں مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد مکرم و محترم نذیر احمد خادم صاحب نے دعا کروائی۔

خالہ جان نے اپنے پیچھے دس بچے یادگار چھوڑے ہیں جبکہ ایک بچی کی وفات ہو چکی ہے۔ آپ کے پوتے پوتیوں نواسے نواسیوں کی تعداد 30 کے قریب ہے۔

محترمہ خالہ جان کے والد اور نانا جان چوہدری غلام نبی صاحب پنشنر مرحوم کو 1936ء میں جبکہ خالو جان میاں عارف محمد صاحب کو 1934ء میں احمدیت میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ باوجود مخالفت اور ناسازگار حالات کے ایمان اور وفا میں ثابت قدم رہے۔

محترمہ خالہ جان کا تصور ذہن میں آتے ہی حضرت مسیح موعود کے یہ پاک کلمات آنکھوں کے سامنے آ جاتے ہیں کہ

''راہ سلوک میں مبارک قدم دو گروہ ہیں ایک دین العجائز والے جو موٹی موٹی باتوں پر قدم مارتے ہیں مثلاً احکام شریعت کے پابند ہو گئے اور نجات پا گئے'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 15)

محترمہ خالہ جان بھی دین العجائز اختیار کرنے والی نہایت سادہ اور پاکیزہ مزاج رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں۔ جب سے ہم نے ہوش سنبھالا انہیں نہایت مہربان اور فرشتہ سیرت پایا۔

آپ میں مہمان نوازی کا وصف کمال درجے کا تھا۔ آپ کے گھر کو چھوٹا دارالضیافت کہنا بے جا نہ ہوگا۔ جہاں کثرت سے مہمان آتے اور خوب مہمان نوازی ہوتی۔ ربوہ کے ابتدائی دور میں جبکہ سہولیات بھی زیادہ میسر نہ تھیں بیسیوں طلباء آپ کے گھر رہے اور تعلیم حاصل کی۔ ان میں بعض قریبی عزیز بعض غیر بھی ہوتے۔ ان میں احمدی بھی ہوتے اور غیر احمدی بھی مگر کبھی بھی آپ نے اپنے حقیقی بچوں اور ان میں ادنیٰ سا فرق بھی نہ کیا۔ سب کو اپنے حقیقی بچوں کی طرح سمجھا۔ بلکہ دوسروں کا زیادہ خیال رکھتیں۔ ان بچوں نے بھی ہمیشہ آپ کو اپنی ماں کا مقام دیا۔ ان میں سے ایک کا ذکر خیر کرنا نامناسب نہ ہوگا۔

یہ عظیم بچہ میاں اقبال احمد صاحب تھے جو ایک کٹر شیعہ فیملی سے تعلق رکھتے تھے جب یہاں آئے تو شیعہ تھے مگر جلد ہی ربوہ کے ماحول سے متاثر ہو کر احمدیت قبول کر لی اور پھر جلد جلد ترقی کی مختلف جماعتی عہدوں پر کام کرتے کرتے ضلع راجن پور کے امیر مقرر ہوئے۔ ایک نڈر احمدی اور پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ اپنی جان بھی راہ مولیٰ میں قربان کرنے کی توفیق پائی اور شہادت کے عظیم الشان مقام پر فائز ہوئے۔ انہوں نے ہمیشہ خالہ جان کو اپنی ماں کا درجہ دیا یوں خالہ جان کو ایک شہید کی ماں ہونے کا اعزاز بھی ملا۔

جلسہ سالانہ کے ایام میں تو خالہ جان کا گھر واقعۃً مہمانوں سے کھچا کھچ بھر جاتا۔ گھر کا سامان بھی باہر نکال کر تمام کمرے مہمانوں کیلئے وقف ہو جاتے۔ ہر کمرہ الگ گاؤں یا جماعت کے لئے مخصوص ہوتا بعض دفعہ خیمے بھی لگائے جاتے۔ گھر کے کچے صحن میں عارضی ٹائلٹس کا انتظام ہوتا۔ جلسہ کے مہمانوں کی مہمان نوازی کیلئے ہر سال کچھ برتن خریدے جاتے چائے وغیرہ کا سامان وافر خریدا جاتا اور صبح دوپہر شام تمام مہمانوں کو کھانے کے ساتھ چائے پیش کی جاتی۔ قریباً ہر وقت چولہا جلتا اور مہمانوں کی خاطر مدارت ہو رہی ہوتی۔

خالہ جان کاموں سے ہرگز نہیں گھبراتی تھیں بلکہ ہمہ تن مصروف مگر زندہ دلی کے ساتھ۔ آپ کی طبیعت میں مزاح کا عنصر بھی غالب تھا بسا اوقات تو کھلکھلا کر ہنسا کرتیں اور دوسروں کو بھی ہنسایا کرتیں۔ مجھے وہ بچپن کے سہانے دن بھی یاد ہیں جب ہم خالہ جان کے گھر جاتے۔ کھیل کود کے بعد

باقی صفحہ 6 پر

درہ شمشال۔ حسن و دلکشی سے بھرپور ستارہ

شمالی علاقہ جات کا ایک خوبصورت ٹریک جہاں تک پہنچنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے

مکرم اعجاز احمد کلیم صاحب

(قسط دوم آخر)

دوسرا دن

وچ فرزین تا شوجرو

صبح پانچ بجے دعا کے ساتھ دوسرے دن کی شروعات کریں۔ ہلکی اترائی آپ کو پامیر تنگ دریا کے کنارے لے آتی ہے جہاں ایک پل سے دریا پار کیا جاسکتا ہے۔ دریا پار کرکے یکدم چڑھائی آتی ہے جو ذرا پریشان کرتی ہے لیکن یہ تھوڑی سی چڑھائی ہے پھر بھی ایک بار ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ بجری اور مٹی پر چڑھائی چڑھ کر آپ قدرے ہموار راستے پر آجاتے ہیں۔ یہ راستہ بے حد تنگ ہے لیکن جہاں پچھلے دن آپ چلتے رہے ہیں وہاں سے بہت بہتر ہے۔ دوبارہ چڑھائی آتی ہے اور آپ کو دریا سے سینکڑوں میٹر اوپر لے جاتی ہے۔ اب راستہ دریا سے ذرا بائیں مڑ رہا ہے۔ دریا دور ہو جاتا ہے۔ اچانک ایک موڑ مڑتے ہی سامنے دور ایک دروازہ دکھائی دیتا ہے لیکن اس دروازے تک پہنچنے کے لئے آپ کو بہت سے مراحل طے کرنے ہیں۔ سامنے نیچے نظر پڑتی ہے تو رستہ مڑ کر ایک کنواں نما جگہ پر اتر رہا ہے۔ چند ثانیے غور کرنے پر جب حقیقت عیاں ہوتی ہے تو بندہ ایک بار دہل کر رہ جاتا ہے۔ سینکڑوں فٹ نیچے کنویں کی ایک دیوار سے نیچے اترنا ہے اور دوسری دیوار سے اوپر چڑھنا ہے وائے ری قسمت! اپنے آپ کو کس مصیبت میں پھنسا لیا اور اپنے پاؤں خود کلہاڑی سے کاٹ لئے۔ اگر آپ روتے نہیں تو پھر بھی (مجھے یقین ہے کہ) رونے سے کم حالت ہرگز نہیں ہے۔ کچھ سمجھ نہیں آتی کہ کیا کریں بے جان قدموں سے آہستہ آہستہ نیچے اترائی شروع ہوتی ہے۔ راستہ سانپ کی طرح بل کھاتے ہوئے نیچے اترتا چلا جاتا ہے۔ راستہ تو نہیں کہنا چاہئے لیکن چونکہ کہیں نہ کہیں سے تو نیچے اترنا ہی ہے اس لئے اس کو راستہ ہی کہنا مناسب ہے۔ تقریباً پینتالیس منٹ میں کنوئیں کی تہہ میں اتر آئیں۔ ارد گرد تنگ جگہ پر پہاڑ منہ اٹھائے کھڑے ہیں کنویں کی ایک دیوار میں بائیں طرف ایک سوراخ نما جگہ ہے جہاں سے پامیرے در کا دریا یا نالہ شور مچاتا ہوا کنویں میں داخل ہوتا ہے اور دوسری جانب سے ایک سوراخ میں سے ہوتا ہوا باہر نکل جاتا ہے۔

یقیناً یہ نالہ باہر جاکر پامیر تنگ دریا میں اترتا ہے۔ نالے کے ساتھ ہی ایک پتھروں کا جھونپڑا موجود ہے۔ پینے کے لئے صرف پامیرے در کا گدلا پانی دستیاب ہے۔ اس جگہ کا نام ''پرین بن'' ہے۔ اس کی بلندی (3596 میٹر) ہے۔ ایسی عجیب جگہ یقیناً آپ نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ چاروں طرف راستہ بند ہے اوپر صرف آسمان ہی دکھائی دیتا ہے اور تھوڑی دیر بعد یہی آسمان بے رحم ثابت ہونے والا ہے۔

چند منٹ تھکن دور کرکے دوبارہ کمر باندھ لیں اور پامیرے در کو ایک تختوں سے بنے پل سے پار کریں اور سامنے ہی نظر آنے والی پگڈنڈی پر اپنے قدموں کو گھسیٹنے کی کوشش شروع کردیں۔ یاد رکھیں! پہاڑوں پر غالب آنے کے لئے ایسی ہی بل کھاتی اور گھومتی پگڈنڈیاں ہوا کرتی ہیں۔ ایک موڑ مڑیں زاویہ اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ پہاڑ کے ساتھ چمٹ جانے کو دل چاہتا ہے۔ یہاں کیڑے مکوڑوں کی طرح تو پہاڑ پر رینگا جاسکتا ہے لیکن دو پیروں سے چلنا یقیناً ایک ناممکن کام ہے لیکن آج ناممکن کو ممکن بنانے کا دن ہے اور آپ نے ہی یہ سب کرنا ہے۔ لرزتی ٹانگوں اور کانپتے جسم کے ساتھ ٹیڑھے میڑھے قدم اٹھاتے ہوئے آگے کی طرف بڑھتے جائیں توازن برقرار رکھنے کی کوشش کریں اگرچہ ایسا کرنا دشوار ہے بس چلتے ہی جائیں چالیس سے پینتالیس منٹ کے بعد آپ دروازے کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن آپ کی مشکلات ابھی ختم نہیں ہوئیں۔ دروازے سے گزر کر بائیں طرف جونیپر کے درختوں کے تنے جوڑ کر ایک سیڑھی کی شکل دی گئی ہے بالکل سیدھی کھڑی سیڑھی پر چڑھتے جائیں اگرچہ تھکا دینے والا کام ہے لیکن مشکل ہرگز نہیں ہے نہ ہی گرنے کا خطرہ ہے اور نہ ہی ٹانگیں کانپتی ہیں صرف کھڑی چڑھائی ہے جس پر پھولی سانسوں کے ساتھ چڑھتے جائیں۔ سیڑھیاں ختم ہوتی ہیں تو کھلا لیکن پتھروں سے اٹا راستہ آتا ہے جانے کتنی دیر اس پر چڑھائی چڑھنی پڑتی ہے۔ پھر ہموار میدان نما جگہ آتی ہے۔ اس میدان کے بیچوں بیچ ایک سیدھا گول پہاڑ کھڑا ہے۔ تین طرف سے گول اور ایک طرف سے بالکل سپاٹ۔ اس کو نگاہ میں رکھتے ہوئے پہاڑ کے بائیں طرف ہولیں۔ تھوڑی دیر میں پھر چڑھائی شروع ہوتی ہے جو ایک بار پھر مصیبت کھڑی کرتی ہے۔ جب مصیبت انتہا کو پہنچتی محسوس ہوتی ہے تو چڑھائی یکدم ختم ہو جاتی ہے اور سامنے ایک کھلے دروازے کی چوکھٹ پر نظر پڑتی ہے اور آپ تھوڑی دیر میں وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ بس جناب آج کے مسائل ختم ہوئے آگے نہ تو زیادہ چڑھائی آئے گی اور نہ ہی زیادہ اترائی اگر کسی قدر چڑھائی آئی بھی تو زیادہ نہیں آپ آسانی سے اسے قبول کرلیں گے۔ چوکھٹ کے اس پار ایک کھلا میدان ہے جو دور آہستہ آہستہ بلند ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ سامنے منگلک سر کی چوٹی برفوں میں لپٹی دکھائی دیتی ہے جس کے قریب آپ نے پہنچنا ہے۔ تھوڑا مزید آگے پرین سار ہے۔ پرین سار کی بلندی (3916 میٹر) ہے۔ درہ شپوڈین (5346 میٹر) کی طرف جانے والا راستہ یہاں سے بائیں طرف الگ ہو رہا ہے۔ جبکہ سامنے مشرق کی طرف درہ شمشال کا راستہ ہے۔ تھوڑا مزید چلنے کے بعد پتھریلا راستہ شروع ہو جاتا ہے جہاں چلنا کافی دشوار ہے لیکن خطرناک بہرحال نہیں ہے۔ کہیں کہیں راستہ تنگ ہوتا ہے لیکن مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ اڑھائی گھنٹے اسی طرح چلنے کے بعد یکا یک ایک کٹاؤ پہاڑ کے بیچ میں آتا ہے۔ یہاں سے ایک واضح راستہ بائیں طرف اتر رہا ہے یہاں سے نیچے جانا شروع کردیں۔ کچھ دیر بعد سامنے ذرا فاصلے پر ایک صاف ٹھنڈے پانی کی ندی بلندیوں سے نیچے اتر رہی ہے۔ قریب ہی پتھروں کا بنا جھونپڑا ہے۔ یہ جگہ ارباب پرین ہے جس کی بلندی (3931 میٹر) ہے۔ ارباب پرین سے ذرا اوپر غلام ناصر نامی آدمی کی قبر ہے۔ اس کی وفات 1995ء میں اپنڈکس کے پھٹنے سے ہو گئی تھی۔ آسان راستے پر قدم اٹھاتے ہوئے تقریباً سوا گھنٹے میں آپ مائٹر کشک پہنچتے ہیں۔ یہاں سے دریا کی سمت اترائی ہے آگے جاکر راستہ پتھریلا ہو جاتا ہے۔ شدید پتھریلے راستے پر چلتے رہیں یہاں چلنا آسان ہے ایک گھنٹے کا سفر آپ کو اس مقام پر لے جائے گا جہاں شوجرو اور گنج در کا دریا آپس میں مل رہے ہیں۔ یہاں سے آپ نے ایک پل کے ذریعے گنج در کا دریا پار کرنا ہے۔ تھوڑا سا آگے جائیں تو قرقاضی کشک نامی جگہ کچھ جھونپڑے موجود ہیں۔ یہاں سے راستہ شوجرو کے دریا کے کنارے ہے۔ کبھی چڑھائی چڑھتے ہوئے اور کہیں اترائی اترتے ہوئے مسلسل چلتے رہیں۔ مناظر تیزی سے بدل رہے ہیں۔ ہلکی ہریالی شروع ہو چکی ہے جب آپ شوجرو پہنچتے ہیں تو شام اترنا شروع ہو چکی ہے۔ برف پوش پہاڑ سونے کے بنے دکھائی دیتے ہیں ان مدہوش پہاڑوں کا نظارہ بہت دلکش ہے۔ شوی کا معنی ہے چٹانوں سے بھری جگہ اور جرو کا مطلب ''گلیشیر کا دریا'' ہے۔ دریا کے دونوں جانب بہت سے جھونپڑے ہیں ایک طرف کیمپ کے لئے بہترین جگہ ہے۔ شوجرو کی بلندی (4350 میٹر) ہے۔ اس جگہ سردی کافی ہے لہٰذا گرم کپڑے ہونے انتہائی ضروری ہیں۔

تیسرا دن

شوجرو تا درہ شمشال

اگلے دن صبح سویرے سفر کا آغاز کریں اور ایک پل سے دریا پار کرکے پرلے کنارے آجائیں اور ایک طرف سے آنے والی ندی کے ساتھ چڑھائی شروع کردیں۔ ہریالی بڑھتی جارہی ہے اور خوبصورت مناظر میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مشقتیں رنگ لا رہی ہیں۔ جس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے آپ یہاں آئے ہیں اس مقصد کے پورا ہونے کا وقت نزدیک آرہا ہے اور آثار بتا رہے ہیں کہ وہ شمشال کی جنت انتہائی قریب ہے تقریباً ایک سے ڈیڑھ گھنٹے میں آپ عبداللہ خان میدان میں پہنچتے ہیں۔ کہیں ہریالی رنگ دکھا رہی ہے۔ شوجرو سے یہاں تک آنے کے لئے آپ نے تقریباً 250 میٹر بلندی طے کی ہے۔ آکسیجن کی کمی کی وجہ سے چلنا قدرے دشوار محسوس ہوتا ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جس کو شمشال کے لوگ شمشال پامیر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ برف پوش پہاڑوں کی قربت میں ان بلندیوں پر پھولوں بھری چراگاہوں میں جہاں بھیڑ بکریاں اور یاک ہیں۔ مزید ڈیڑھ سے دو گھنٹے کا سفر آپ کو ایک جھیل پر لے آتا ہے۔ سرسبز گھاس کے میدانوں میں یہ جھیل ایک عجوبہ دکھائی دیتی ہے۔ مزید تھوڑا سا سفر آپ کو ایک بڑی جھیل پر لے آتا ہے۔ جھیل کیا ہے ایک ایسا شفاف قطرہ جو زمرد کے فرش پر سورج کی چمکدار شعاعوں میں چمک رہا ہے۔ اس جھیل کو دیکھنے کے بعد کسی صیقل شدہ آئینے کی ضرورت محسوس نہ ہوگی کیونکہ اس کے پانی اپنے اندر آپ کی تصویر دکھائیں گے۔ آسمان تو جیسے جھیل کے پانی میں غرق ہو چکا ہے۔ وسطی اور جنوبی ایشیا کے اس سنگم پر خوبصورتی، جمال اور سندرتا ان جھیلوں کی شکل میں آپ کی نگاہوں کے سامنے مجسم ہے۔ جھیلوں کے ساتھ ہی درہ شمشال

ہے جس کی بلندی (4735 میٹر) ہے۔ یہیں درہ شمشال کے شمالی سمت میں کیمپ کے لئے بہترین جگہ ہے۔

چوتھا دن

درہ شمشال

صبح سویرے منہ اندھیرے اٹھ جائیں۔ آفتاب اپنے مطلع سے آہستہ آہستہ طلوع ہو رہا ہے اور اپنی یاقوتی کرنوں سے برف پوش پہاڑوں اور جھیل کے رنگین پانیوں کو مزید رنگدار بنا رہا ہے۔ رنگ و نور کا ایک سیلاب ہے بیشک اس جگہ کی شان و شوکت اور طنطنہ یہی ہے کہ مشکلات و مصائب کی کئی خندقیں پار کر کے وہاں پہنچو یہ اس کی عظمت کی دلیل ہے کہ ہر کوئی وہاں نہیں پہنچ سکتا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر آپ درہ شمشال سے ذرا پرے تقریباً بیس سے پچیس منٹ میں شورت تک جا سکتے ہیں۔ یہاں شمشال کے لوگ اپنی گرمیوں کے دن گزارتے ہیں یہاں کے لوگوں خاص طور پر عورتوں کی زندگی بہت سخت ہے۔ ان کے دن کا آغاز سورج نکلنے سے بہت پہلے ہوتا ہے۔ یاکوں اور بھیڑ بکریوں کو چراگاہوں تک لے کر جلنا چونکہ اجتماعی ذمہ داری ہے۔ اس لئے سب لوگوں کو اپنی اپنی باری پر یہ ذمہ داری نبھانی پڑتی ہے۔ عورتیں سارا دن گھروں میں بیٹھ کر پنیر اور دیسی گھی وغیرہ بناتی ہیں۔ بھیڑوں کی اون سے بہترین قسم کی دریاں بنائی جاتی ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔ یہاں شمشالیوں کا کھانا انتہائی سادہ ہے۔ مکھن اور دیسی گھی کے ساتھ روٹی اور نمکین چائے بس اسی سے یہ پیٹ بھرنے کے عادی ہیں۔ چاول یا سبزی وغیرہ وہاں پر شاید ہی کبھی پکتے ہیں۔ سارا دن تیز ہوا چلتی رہتی ہے۔ دوپہر کو بھی ہلکی سردی کا احساس غالب رہتا ہے۔

آج کا دن درہ شمشال کے قرب و جوار میں گھومنے پھرنے کا دن ہے۔ منگلک سر (5931 میٹر) سر اٹھائے کھڑی ہے۔ جس کی برفیں دھوپ میں آنکھوں میں چکاچوند پیدا کرتی ہیں۔ کل کائنات کی خوبصورتی شمشال پامیر کی ان چراگاہوں میں اتر آئی ہے۔ بیشک یہ جگہ حسن و دلکشی سے بھرپور شاہ ہے اور خوبصورتی اور سندرتا کا بادل اس کی جبیں پر سایہ فگن ہے۔ سارا دن گھومنے کے باوجود دل نہیں بھرتا دل چاہتا ہے کہ ان نظاروں کو اپنی آنکھوں میں قید کر لیا جائے، سمو لیا جائے۔ آج کی رات پھر یہیں بسر ہوگی۔

شمشال پامیر سے واپسی

واپسی پر آپ کے پاس تین راستے ہیں ایک تو

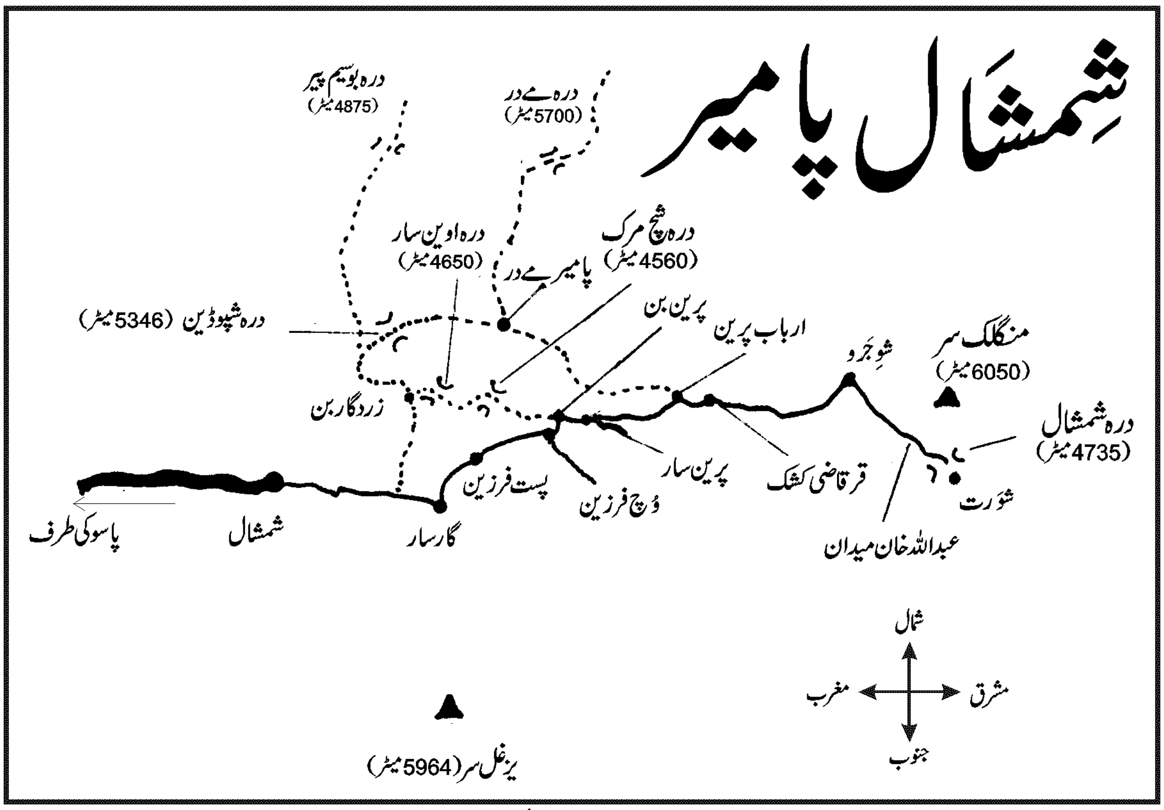

وہ راستہ جس پر چل کر آپ یہاں تک پہنچے ہیں۔ دوسرا راستہ پرین سار سے براستہ مئے در، درہ شپوڈین (5346 میٹر) اور زردگار بن سے ہو کر شمشال گاؤں پر ختم ہوتا ہے۔ تیسرا راستہ پرین بن سے براستہ درہ شچ مرک (4560 میٹر) اور درہ اوپن سار (4650 میٹر) اور زردگار بن سے ہوتا ہوا شمشال گاؤں تک آتا ہے (ہم لوگوں نے وہی راستہ اختیار کیا جس سے شمشال پامیر پہنچے تھے)

درہ شمشال کا ٹریک ختم ہوا لیکن اس کی یادیں کبھی ختم نہ ہوں گی۔ یہ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہیں گی۔ یہ یادیں سرگوشیاں بن جائیں گی ان مشکل راستوں کی اور ان لطیف ہواؤں کی جن میں آپ نے سانس لیا، یہ خوشبو بن جائیں گی ان گلوں کی جنہوں نے آپ کی سانوں کو مہکایا یادیں کبھی لوریاں بن جائیں گی ان ندیوں کی جنہوں نے آپ کو تھپک تھپک کر سلایا۔ یہ رنگ و نور کا سیلاب بن کر دل و دماغ کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائیں گی جوان پہاڑوں سے وابستہ ہے۔ یہ یادیں آپ کی ہنسی میں شامل ہوں گی ہاں! یہ یادیں ہیں جذبات کی، خوشیوں کی اور امیدوں کی جن کی موجودگی ہمیشہ آپ کو تر و تازہ رکھے گی اور کوئی بھی چیز آپ کو ان یادوں سے دور نہ کر سکے گی۔ یادوں کے یہ خزانے ماضی سے آپ کا رشتہ نہ ٹوٹنے دیں گے اور شمشال پامیر کی نیلی جھیلیں اور چراگاہوں کا زمردیں سبزہ آپ کے ذہن کے پردوں پر نقش رہے گا۔

بقیہ صفحہ 4

جب کھانے کا وقت ہوتا تو سب بچے ایک دائرے کی صورت میں خالہ جان کے کچن میں ہی بیٹھ جاتے۔ کچھ لکڑی کی چوکی پر کچھ بُنی ہوئی پیڑیوں پر اور کچھ سادہ اینٹیں ہی اپنے نیچے رکھ لیتے۔ ہر ایک کے سامنے پلیٹ آجاتی درمیان میں روٹیوں کی چنگیر ہوتی اور سب کو خالہ ایک جیسا کھانا ڈال کر دیتیں اور سب مزے سے کھانا کھاتے اس زمانے میں اچار بھی کھانے کا ایک لازمی حصہ ہوتا تھا بلکہ بسا اوقات تو روٹی کے ساتھ اچار بطور سالن استعمال ہوتا تھا۔ خالہ جان کو اچار بنانے کی بڑی مہارت تھی اچار میں سبزیاں بھی ڈالا کرتی تھیں اور مٹی کی بڑی چاٹی اچار سے بھری رہتی۔ کبھی کبھی خالہ ہمیں گڑ بھی دیتیں۔ مجھے چونکہ بچپن میں میٹھا کھانے کا شوق تھا اس لئے اکثر میرا نام لے کر خالہ کہتی کہ چلو آج سویاں بنائیں گے یا حلوہ بنائیں گے اور بڑے شوق سے مجھے ڈال کر دیتیں۔ اس دوران باتیں بھی ہوتیں لطیفے بھی ہوتے۔

محترمہ خالہ جان کو صاف اور نفیس کپڑے پہننے کا بھی شوق تھا ہم نے ہمیشہ خالہ جان کو اچھے لباس میں دیکھا۔ ہر جمعہ کو پہلے تیار ہو کر جمعہ پر پہنچتیں بلکہ تمام جماعتی اجلاسات اور اجتماعات کیلئے باقاعدہ اہتمام سے تیار ہو کر جاتیں۔ موسم خواہ کیسا ہی ہو خالہ جان نے اول وقت میں جماعتی پروگرام میں شرکت کرنی ہوتی تھی۔ مجھے وہ دن بھی اچھی طرح یاد ہیں جب ربوہ میں گھوڑ دوڑ گراؤنڈ میں سہ روزہ گھوڑ دوڑ کے مقابلے ہوتے۔ ہمارا گھر چونکہ گراؤنڈ کے ساتھ والے محلّہ میں تھا اس لئے ان دنوں میں صبح سویرے خالہ جان تیار ہو کر آجاتیں اور ہمیں بھی جلدی تیار ہونے کا کہتیں پھر ہم سب گھوڑ دوڑ کے مقابلہ جات دیکھنے جاتے سٹیج کے ایک طرف مرد ہوتے دوسری طرف مستورات کے بیٹھنے کا انتظام ہوتا۔ تمام پروگرام خالہ شوق سے دیکھتیں اور پھر بعد میں خوب تبصرے ہوتے۔

خالہ کے ایک بیٹے نے مجھے بتایا کہ جب میری شادی ہوئی تو خالہ نے اسے ایک دن سمجھایا کہ دیکھو اگر کبھی میاں بیوی میں اختلاف ہو جائے یا کوئی اور شخص ناراض ہو جائے اور غصے میں ہو تو اسے جواب نہیں دینا خاموش ہو جایا کرو۔ تو کبھی بھی معاملہ آگے نہ بڑھے گا۔ خود خالہ جان کو کبھی بھی ہم نے لڑتے جھگڑتے نہیں دیکھا اسی لئے خالہ جان تمام وسیع خاندان کی ہر دلعزیز شخصیت تھیں ہر کوئی ان سے محبت کرتا ان سے ہنسی مزاح کرتا جس سے وہ بھی محظوظ ہوتیں اور خوب برموقعہ کوئی چٹکلہ چھوڑتیں۔

خالہ جان بہت سادہ مزاج کی تھیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب پاکستان میں موٹروے نئی نئی بنی تو ہر گھر میں اس کا چرچہ تھا۔ خالہ کے گھر بھی جو کوئی آتا جاتا تو موٹروے کی باتیں ہوتیں کہ موٹروے پر سفر بہت تیزی سے ہوتا ہے اتنا لمبا سفر اتنی جلدی کٹ جاتا ہے۔ خالہ جان نے یہ سمجھا کہ موٹروے بھی کوئی موٹر گاڑی کا نام ہے۔ چنانچہ اس کے بعد جو بھی گھر آتا یا جانے لگتا تو خالہ اسے نصیحت کرتی کہ موٹروے پر سفر نہ کرنا کیونکہ وہ بہت تیز چلتی ہے کہیں ایکسیڈنٹ نہ ہو جائے۔ اس پر سب محظوظ ہوتے اور ہنسی مزاح ہوتا۔ پھر خالہ کو معلوم ہوا کہ نہیں وہ تو سڑک کا نام ہے۔

2005ء میں خالہ جان کو سوئٹزرلینڈ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خالہ جان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ان کی تمام اولاد کا حامی و ناصر ہو انہیں خالہ جان کی نیک صفات اپنانے اور پیار و محبت کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم عبدالحی صاحب ولد مکرم محمد مسعود خان صاحب تحریر کرتے ہیں۔

میری پوتی رمشہ زینب اور پوتے فاران احمد بچگان مکرم بشارت احمد مسعود صاحب نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سال کے عرصہ میں قرآن کریم ترتیل کے ساتھ مکمل کرلیا ہے۔ قرآن کریم پڑھانے کی سعادت مکرم طارق محمود کھوکھر صاحب مربی سلسلہ تونسہ شریف کی بیٹی حمدیٰ محمود صاحبہ کو حاصل ہوئی ہے۔ مورخہ 20 مئی 2012ء کو آمین کی تقریب بعداز دوپہر گھر میں منعقد کی گئی۔ مربی صاحب نے بچوں سے قرآن کریم کے بعض حصص سنے اور دعا کرائی۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزان کیلئے قرآن کریم کا علم دین و دنیا کیلئے رہنما اور باعث برکت بنائے۔ آمین

رفیقات حضرت مسیح موعود کے متعلق معلومات درکار ہیں

مکرم اعظم شہزاد صاحب 4/39 دارالعلوم شرقی نور ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار رفیقات حضرت مسیح موعود کے عنوان پر ایک مقالہ لکھ رہا ہے۔ اس حوالہ سے گزارش ہے کہ جن احباب کے پاس اس عنوان سے متعلقہ معلومات ہوں یا کسی کے خاندان میں کوئی رفیقہ حضرت مسیح موعود ہوں وہ خاکسار کو اپنے رابطہ نمبر یا ایڈریس سے مطلع فرمائیں۔ خاکسار ان کا از حد ممنون ہوگا اور خود ان سے رابطہ کرے گا۔

فون نمبر: 03327525571

sahabiaat@gmail.com

تصحیح

الفضل 9 جولائی 2012ء کے صفحہ 5 پر کالم نمبر 1 پیراگراف نمبر 2 سطر نمبر 3 میں چند الفاظ شائع ہونے سے رہ گئے ہیں۔ لکھا ہے ابا جی محمد طفیل صاحب بتایا کرتے تھے کہ ہم چار بھائی تھے۔ اس کی بجائے یہ جملہ یوں پڑھا جائے۔ ابا جی محمد طفیل صاحب بتایا کرتے تھے کہ میرے والد صاحب چار بھائی تھے۔ احباب درستی فرما لیں۔ ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔

ڈینٹل سرجری کی سہولتیں

(فضل عمر ہسپتال ربوہ)

مریضوں کی طرف سے موصولہ سوالات اور استفسارات سے اندازہ ہوتا ہے کہ احباب کو آگاہ کرنا ضروری ہے کہ فضل عمر ہسپتال ربوہ کے شعبہ ڈینٹل سرجری میں مندرجہ ذیل علاج و معالجہ کی سہولتیں موجود ہیں۔

☆ Oral Hygine Instructions مریضوں کو منہ اور دانتوں کی حفاظت کیلئے احتیاطی تدابیر کی طرف راہنمائی۔

☆ Medication منہ اور دانتوں کے امراض کا علاج بذریعہ ادویہ۔

☆ Ultrasonic Scaling جدید آلات کے ذریعہ دانتوں کی مکمل صفائی۔

☆ Fillings دانتوں کی بھرائی، یہ عارضی بھی ہو سکتی ہے اور مستقل بھی۔ مرض کی نوعیت کے مطابق دانتوں کی ہمرنگ Filling کی سہولت بھی میسر ہے۔

☆ Root Canal Treatment جہاں عام Filling ممکن نہ ہو وہاں دانت کی جڑوں کو اندر سے صاف کر کے دانت کو بھرا جاتا ہے۔

☆ Dental Extraction یعنی اخراج دنداں یہ علاج کی آخری صورت ہوتی ہے۔

☆ Dental Prosthetics مصنوعی دانت لگائے جاتے ہیں جہاں قدرتی دانت موجود نہ ہوں۔

☆ Orthodontics ٹیڑھے دانتوں کو Removable Appliance کے ذریعہ ان کی صحیح پوزیشن پر لایا جاتا ہے۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

افسوسناک حادثہ

مکرم ناصر احمد صاحب مربی سلسلہ حاصلپور ضلع بہاولپور تحریر کرتے ہیں۔

مکرم فطین احمد رانا صاحب واقف نو ابن محترم اظہر محمود صاحب پٹواری چک نمبر 22 حمید آباد حاصل پور ضلع بہاولپور مورخہ 10 جولائی 2012ء کو موٹر سائیکل کے حادثہ میں بعمر 15 سال وفات پا گئے۔ موصوف دسویں جماعت کے طالب علم تھے۔ والدین کے اکلوتے بیٹے اور تین بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے۔ موصوف خوش اخلاق فرمانبردار نمازوں کے پابند، جماعتی کاموں میں پیش پیش تھے۔ 10 جولائی کو محترم مربی صاحب ضلع بہاولپور نے بعد نماز عصر عزیزم کی نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد دعا کروائی۔ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو جنت میں اعلیٰ و ارفع مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مستحق طلبہ کی امداد

علم کا فروغ اور اس کی روشنی دنیا میں پھیلانا دین حق کا بنیادی مشن ہے۔ بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خدائے عزوجل نے پہلی وحی میں فرمایا اِقْرَا......... کہ پڑھ اللہ کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا۔" آپ ﷺ نے فروغ علم کے لئے بے پناہ جدوجہد کی۔ آپ ﷺ نے تحصیل علم کو جہاد قرار دیا، یہاں تک فرمادیا کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے، پھر فرمایا کہ پنگھوڑے سے قبر تک علم حاصل کرو۔

آپ کے عاشق صادق سیدنا حضرت مسیح موعود نے تو خدا تعالیٰ سے خبر پا کر ہمیں یہ نوید دی کہ

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے..."

(تجلیات الٰہیہ۔ صفحہ 409)

علم و معرفت میں کمال حاصل کرنا اب صرف احمدی کی شان ہوگا جس کی زندہ مثال ڈاکٹر عبدالسلام ہیں۔ ہمیں تو ہزاروں ڈاکٹر عبدالسلام چاہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا

"اگر ہم اپنی غفلت کے نتیجہ میں اچھے دماغوں کو ضائع کردیں تو اس سے بڑھ کر اور کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ پس جو طلبہ ہونہار اور ذہین ہیں ان کو بچپن سے ہی اپنی نگرانی میں لے لینا چاہئے اور انہیں کامیاب انجام تک پہنچانا جماعت کا فرض ہے۔"

(خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ 85)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

"اگر کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر رہا تو جماعت کو بتائیں، مجھے بتائیں، انشاء اللہ کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔ لیکن بچوں کو تعلیم سے محروم رکھنا ان پر ظلم ہے"

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ نمبر 145)

اسی طرح آپ نے مزید فرمایا

"طلبہ کی امداد کا ایک فنڈ ہے۔ تعلیم بھی بہت مہنگی ہو چکی ہے۔ اگر طلباء اور والدین بچوں کے پاس ہونے کے موقع پر اس مد میں بھی رقم دیں تو کئی مستحق طلبہ کی مدد ہو سکتی ہے۔ اگر ہر طالب علم سال میں دس پندرہ پاؤنڈ ہی دے تو غریب ملکوں میں ایک طالبعلم کے سال بھر کی کاپیوں کتابوں کا خرچ پورا ہو سکتا ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 26 اکتوبر 2007)

پس آیئے! آنحضور ﷺ، حضرت مسیح موعود کے مشن کو پورا کرنے کے لئے خلفاء کے ارشادات پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے ہم بھی اس کار خیر میں کچھ حصہ ڈالیں۔

جماعت میں بہت سے ایسے افراد جو غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کی پڑھائی کے اخراجات نہ اٹھا سکتے ہیں ایسے مستحق اور غریب طلبہ کیلئے صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں ایک شعبہ "امداد طلبہ" کے نام سے قائم ہے۔ اس کے ذریعہ امسال یکم جولائی 2010 سے جون 2011 تک 7379 طلباء/طالبات کو وظائف اور 302 طلباء/طالبات کو کتب مہیا کر چکے ہیں۔

یہ شعبہ مخیّر احباب کی طرف سے ملنے والے عطیات اور مالی معاونت سے ہی چل رہا ہے۔ اس شعبہ کے تحت سینکڑوں طلباء و طالبات اپنی تعلیم جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ قوم درج ذیل صورتوں میں خرچ کی جاتی ہیں۔

1:۔ سالانہ داخلہ جات، 2:۔ ماہوار ٹیوشن فیس 3:۔ درسی کتب کی فراہمی، 4:۔ فوٹو کاپی مقالہ جات، 5:۔ دیگر تعلیمی ضروریات

پاکستان میں فی طالب علم اوسطاً سالانہ اخرجات اس طرح سے ہیں۔

1۔ پرائمری و سیکنڈری 8 ہزار روپے سالانہ سے 10 ہزار روپے تک

2۔ کالج لیول 24 ہزار روپے سالانہ سے 36 ہزار روپے تک

3۔ بی ایس سی۔ ایم ایس سی و دیگر پروفیشنل ادارہ جات ایک لاکھ سے 3 لاکھ روپے تک

سینکڑوں طلبہ کو اس شعبہ کے تحت امداد فراہم کی جاتی ہے لیکن اس وقت اس شعبہ پر بے انتہا مالی بوجھ ہے۔ جس کیلئے عطیات کی فوری ضرورت ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنے حلقہ احباب میں بھی موثر رنگ میں تحریک فرماویں کہ اس شعبہ کیلئے دل کھول کر حصہ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے خلوص میں بے انتہا برکت ڈالے۔ آمین

یہ عطیہ جات براہ راست نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کی مد "امداد طلبہ" میں بھجوائے جاسکتے ہیں۔

فون: 0092 47 6215 448

موبائل: 0092 321 7700833

0092 333 6706649

ای میل: assistance@nazarattleem.org

URL: www.nazarattale

URL:www.nazarattaleem.

(نگران امداد طلبہ (نظارت تعلیم)

رپورٹ: مکرم میاں قمر احمد صاحب

بیت الذکر Avlankame

پورتو نووو۔ بینن کا افتتاح

امسال خدا کے فضل سے ریجن Porto-Novo میں نئی بیت الذکر تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ جس کی تقریب افتتاح مورخہ 2 جون 2012ء کو منعقد ہوئی۔

Avlankame یہ گاؤں پورتو نوو شہر سے 68 کلومیٹر دور سڑک سے ہٹ کر واقع ہے، جہاں مذہبی اعتبار سے عیسائیوں کی کثرت ہے۔ لوگ بہت جفاکش ہیں اور کھیتی باڑی کرتے ہیں، گھاس پھونس سے بنائی ہوئی جھونپڑیاں، اور پتھروں کے بنائے ہوئے بت افریقی کلچر کی عکاسی کرتے ہیں۔

2007ء میں یہاں کے لوگوں نے احمدیت قبول کی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرکز کی ہدایت پر یہاں ایک خوبصورت بیت الذکر تعمیر کی گئی جس کی تعمیر میں نا صرف احمدی بلکہ گاؤں کے تمام لوگوں نے حصہ لیا۔ احمدی افراد دو ماہ مسلسل وقار عمل کر کے ریت بجری اور پانی لاتے اور جماعت کے لاکھوں روپے کی بچت کی۔ 7x10 میٹر کی ایک لمبے مینار والی سبز سفید بیت الذکر اس گاؤں کی سب سے پہلی بیت الذکر ہے جس کے اندر 100 سے زائد نمازیوں کی گنجائش ہے۔

اس بیت الذکر کی افتتاحی تقریب کیلئے اردگرد کی جماعتوں کے نمائندگان پیدل، سائیکلوں اور موٹر سائیکلوں پر دشوار راستوں سے سفر کرتے ہوئے صبح ہی تشریف لے آئے اور انتظامات میں مدد کرواتے رہے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا بعد از اں قصیدہ پیش کیا گیا۔ مقامی صدر صاحب نے احباب کو خوش آمدید کہا، اس کے بعد علاقے کے معززین نے اپنی تقاریر میں جماعت کی ان کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا آخر میں محترم امیر صاحب بینن نے خطاب کیا اور افتتاح اور دعا کے بعد بیت الذکر کے دروازے ہر خاص و عام کیلئے کھول دیئے گئے کھانے کے بعد نمازیں ادا کی گئیں اور یوں لوگ اپنی اپنی منزل کو روانہ ہو گئے۔

خبریں

پانچواں چاند ناسا کے سائنسدانوں نے پلوٹو کے گرد گردش کرنے والا پانچواں چاند دریافت کیا ہے۔ اس دریافت میں ہبل دوربین استعمال کی گئی۔ یہ ٹیڑھا میڑھا چاند جس کا نام ایس 2012 ہے 6 سے 15 میل قطر کا حامل ہے۔ ناسا کے مطابق ماہرین ہئیت نے گزشتہ سال برف سے ڈھکے ہوئے اس سیارے کے چوتھے چاند کے بارے میں خبر دی تھی جو تقریباً تین ارب میل کے فاصلے پر ہے۔ پلوٹو کے سب سے بڑے چاند چیرن کا قطر 648 میل ہے۔ دیگر دو چاند نکس اور ہائڈرا بالترتیب 20 اور 70 میل قطر کے حامل ہیں۔ پلوٹو کو اگست 2006ء میں سیاروں کی نئی کیٹیگری کوتاہ قامت سیارے کا مقام حاصل ہوا۔ اس سے پہلے اس سیارے کو نظام شمسی کا نواں سیارہ تصور کیا جاتا تھا۔ اس قطر کا صرف 1430 میل ہے اور یہ ہماری زمین کے چاند کا دو تہائی ہے اور اس کی کمیت کرہ ارض کا ایک فیصد ہے۔

پرسنل ہیلتھ بجٹ لندن۔ مریض اب اپنی صحت کا ذاتی بجٹ پوچھنے کا حق حاصل کرسکیں گے۔ این ایچ ایس کیلئے حکومت کا ڈرافٹ مینڈیٹ میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ مریضوں کو اپنے علاج پر کنٹرول حاصل ہو جائے گا۔ تجاویز کے مطابق اس پر ابھی محدود انداز میں عمل ہو رہا ہے۔ جی پی کمشنر نے تشویش ظاہر کی ہے کہ پرسنل ہیلتھ بجٹ کے مفید ہونے کی کوئی شہادت موصول نہیں ہوسکی لیکن اس پر عملدرآمد شروع کیا جا رہا ہے۔ منصوبے کے مطابق پہلا سالانہ مینڈیٹ این ایچ ایس کمیشننگ بورڈ کو وزیر صحت اینڈ رولینسلی کی جانب سے 2013ء میں دیا جائے گا۔

عجائبات عالم

پیٹروناس ٹاورز۔ ملائیشیا

2003ء تک دنیا کی بلندترین عمارت

ملائیشیا کی صنعتی ترقی کی علامت پیٹروناس ٹاورز کو 1996ء میں دنیا کی بلندترین عمارت کا اعزاز حاصل ہوا۔ گزشتہ 100 سالوں میں پہلی بار یہ اعزاز امریکہ کے علاوہ کسی اور ملک کو حاصل ہوا تھا۔ ملائیشیا کے دارالحکومت کوالالمپور میں واقع یہ عمارت 1483 فٹ بلند ہے جو شکاگو کے سیئرز ٹاور سے بھی 33 فٹ بلند ہے۔ آٹھ ملین مربع فٹ زمین پر قائم پیٹروناس ٹاورز میں دفاتر، شاپنگ سنٹرز اور تفریح کی جدید سہولیات فراہم کی گئی ہیں یہاں کی انڈر گراؤنڈ پارکنگ میں 4500 گاڑیاں کھڑی کرنے کی گنجائش ہے۔ ایک پٹرولیم میوزیم ایک سمفنی ہال، ایک مسجد اور ایک ملٹی میڈیا کانفرنس سنٹر بھی اس عمارت کا حصہ ہیں۔

پیٹروناس ٹاورز ایک آٹھ کونوں والے ستارے کی شکل میں تیار بنیاد کے اوپر ستارے کی شکل میں ہی بلند ہوتے ہیں۔ 88 منزلہ دونوں ٹاورز کو 42 ویں منزل پر ایک لچکدار سکائی برج کے ذریعے آپس میں ملایا گیا ہے۔ ان دونوں ٹاورز کو ''کائناتی ستون'' کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ جو نیچے سے دیکھیں تو آسمان کو چھوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ ٹاورز جیومیٹری کے اصولوں کو استعمال کرتے ہوئے قوت اور وقار کی علامت کے طور پر ڈیزائن کئے گئے جن میں شیشے اور سٹیل کا کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔ ان ٹاورز کے معمار اعلیٰ سیزر پیلی کے مطابق یہ ٹاورز محض ایک یادگار نہیں ہیں بلکہ زندہ عمارات ہیں جو ایک علامتی کردار ادا کرتی ہیں۔

ان ٹاورز کی تکمیل 1996ء میں ہوئی اور 15/اپریل 1996ء کو یہ دنیا کی بلندترین عمارت قرار پائے۔ 1997ء میں یہاں باقاعدہ کام اور کاروبار کا آغاز ہوا۔ پہلے ٹاور میں ملائیشیا کی مشہور پٹرولیم کمپنی پیٹروناس کے دفاتر ہیں اور دوسرے ٹاور میں پیٹروناس کی ایسوسی ایٹ کمپنیوں کے دفاتر ہیں جبکہ باقی جگہ دیگر ملٹی نیشنل کمپنیوں کو لیز پر دی گئی ہے۔ اپریل 1996ء میں اس عمارت کا افتتاح ایک رنگا رنگ قومی تقریب میں نہایت دھوم دھام سے کیا گیا۔ افتتاح کے بعد وزیراعظم مہاتیر محمد نے خطاب کیا جنہوں نے ملائیشیا کو ایشیا کا ٹائیگر بنانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔

پیٹروناس ٹاورز کو 15/اپریل 1996ء سے 17/اکتوبر 2003ء تک دنیا کی بلندترین عمارت کا اعزاز حاصل رہا۔ لیکن پھر تائیوان میں 1676 فٹ بلند'' تائی پیپہ 101'' (فنانشل سنٹر) بلند ترین عمارت بن گیا۔

پیٹروناس ٹاورز میں 36,910 ٹن سٹیل استعمال کیا گیا جن کا مجموعی وزن تین ہزار ہاتھیوں کے وزن سے زیادہ ہے۔ دونوں ٹاورز میں 32 ہزار کھڑکیاں ہیں۔ جنہیں صرف ایک دفعہ صاف کرنے میں پورا ایک مہینہ لگ جاتا ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 16 جولائی

طلوع فجر	3:44
طلوع آفتاب	5:11
زوال آفتاب	12:14
غروب آفتاب	7:17

معیار اور مقدار کے ضامن
منور جیولرز
ملک مارکیٹ
ریلوے روڈ ربوہ
047-6211883,0321-7709883

نوزائیدہ اور شیر خوار بچوں اور ماؤں کے امراض
الحمید ہومیوکلینک اینڈ سٹورز
ہومیوفزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

FR-10

ہاضمے کا لذیذ چورن
تریاق معدہ
پیٹ درد۔ بدہضمی۔ اپھارہ کیلئے کھانا ہضم کرتا ہے
ہر وقت گھر میں رکھنے والی دوا
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434

رمضان المبارک کے مہینہ میں
سیل۔ سیل۔ سیل
گل احمد، الکرم، فائیو سٹار، فردوس،
کرسٹل کلاسک، کولیکشن لان، چائنہ لان،
نیز تمام برانڈ کی ڈیزائنر لان پر سیل جاری ہے۔
ورلڈ فیبرکس
ملک مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ربوہ
نوٹ ریٹ کے فرق پر خریدا ہوا مال واپس ہوسکتا ہے

ڈاؤلینس، پیل، ڈیوز، ہائر، سپر ایشیاء
فریج، سپلٹ اے سی، ڈیپ فریزر، واشنگ مشین،
مائیکرو ویو اوون کوکنگ رینج ٹیلی ویژن ایئر کولر
اور دیگر الیکٹرونکس اشیاء بازار سے بارعایت خرید فرمائیں
رمضان مبارک سے قبل
جلسہ سالانہ برطانیہ MTA(U.K) کیلئے مکمل ڈش چاہے ٹاور ہو یا نہ ہو۔
صرف 2700 روپے میں فٹ اور چالو کروائیں۔
فخر الیکٹرونکس
طالب دعا: افتخار انوار، شیخ انوار الحق
1۔ لنک میکلوڈ روڈ جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور
042-37223347,37239347,37113346,0300-9403614